سوال

(75) نقد اور ادھار میں فرق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرا ایک موٹر سائیکل ہے جسے میں نے ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) روپیہ میں نقد لیا ہے اور دس مہینے ادھار کے لئے گاہک کو (۹۵۰۰۰) ہزار میں دینا چاہتا ہوں، وہ گاہک بھی بخوشی خرید نے کے لئے تیار ہے۔ اب میرا منافع ٹھہرتا ہے پینتیس (۳۵۰۰۰) ربپیہ۔ کیا اس قسم کی تجارت جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع کیا ہے: ''نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیعتین فی بیعة'' (سنن ترمذی مع تحفة الاحوذی ج ۲ ص ۲۳۵ ح ۱۲۳۱، وقال: ''حدیث حسن صحیح''، سنن نسائی ج ۷، ص ۲۹۵، ۶۹۶ ح ۶۴۳۶)

اس کی سند حسن لذاتہ ہے۔ اسے ابن حبان (الموارد: ۱۱۰۹) اور ابن الجارود (۶۰۰) ن صحیح کہا ہے۔ بغوی نے ''حسن صحیح' کہا۔ (شرح السنة ج ۸ ص ۱۴۲ ح ۲۱۱۱)

امام ترمذی اور محدث بغوی وغیرہما نے اس کی ایک تشریح بیان کی ہے لیکن اس حدیث کے راوی عبدالوہاب بن عطاء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ (آدمی) کہے: میں تجھے نقد دس کی اور ادھار بیس کی بیچتا ہوں۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۵ ص ۳۴۳ وسندہ حسن)

یہی تحقیق قاضی شریح وغیرہ کی ہے اور اہل لغت میں خطابی، ابن قتیبہ کا بھی یہی قول ہے۔ محدثین میں امام نسائی اور ابن حبان کی بھی یہی تحقیق ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سودے میں دو سودوں کو سود قرار دیا گیا ہے۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۳)

اس کی سند حسن ہے اور اسے ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔ (الموارد: ۱۱۱۱، ۱۱۱۲)

اس کے راوی سماک بن حرب بھی وہی تشریح کرتے ہیں جو کہ عبدالوہاب بن عطاء کے قول میں مذکور ہے۔ (السنة للمروزی ص ۵۴، مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۸)

لہذا ثابت ہوا کہ نقد اور ادھار میں فرق کرنا جائز نہیں ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے مولانا عبدالرحمن کیلانی کی بہترین کتاب ''تجارت اور لین دین کے مسائل واحکام'' (ص ۱۱۱، ۱۱۲)

یہاں بطورِ تنبیہ اس بات کا ذکر کر دینا مناسب ہے کہ طاہر القادر (بریلوی) ن اپنی کتاب ''بلاسود بنکاری (عبوری خاکہ)''میں (ص ۹۷) پ ''حیلہ اسقاط ربوا'' کا باب باندھا ہے۔ یعنی سود کے ''جائز'' ہونے کا حیلہ!!

اس کے اگلے باب میں ''دس کا نوٹ سال کے وعدے پر بارہ روپے میں بیچنا'' کی سرخی کے ساتھ اپنے ممدوح ''احمد رضا خان بریلوی'' سے نقل کیا ہے کہ ''اگر کوئی شخص دس روپے کا نوٹ دوسرے شخص کو سال بھر کے وعدے پر بارہ روپے میں بیچ دے تو جائز ہے۔'' (ص ۱۰۰)!

انا للہ وانا الیہ راجعون

آخر میں مختصراً عرض ہے کہ اگر نقد اور ادھار کا فرق نہ ہو تو سودا جائز ہے چاہے تقسیط (قسطیں) ہوں یا نہ ہوں۔ شریعت میں نفع میں کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے بشرطیکہ ادھار میں اضافہ کرکے دوسرے شخص کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص218

محدث فتویٰ